گریہ

شمع تو جلتی ہے پروانے کو جلانے کے لیے
یہ دل کیوں سلگ رہا ہے، کیا تم کو جلانے کے لیے

دعاؤں میں شدّت آگئ بعد تیرے جانے کے
اب تو ہاتھ بھی اٹھنے لگے تیرے آنے کے لیے

تیرے جانے کا غم تو تھا بے حد
تیرے آنے کی آس تھے دل کو بہلانے کے لیے

عہد وفا جو کیا تھا بار بار
کیا دو بول بھی گوارا نہ تھے قول نبھانے کے لیے

ترک تعلق کر لیا ، ادائے بے رخی جو ٹھہری
کیا ترک ملاقات کافی نہ تھی دل جلانے کے لیے

وقت رخصت دیکھا بھی نہی ایک بار
کیا ایک نظر بھی گراں تھے پروانے کے لیے

جاتے جاتے پلٹ تو لیتے ایک بار
کیا ایک جھلک بھی گوارا نہ تھی دکھانے کے لیے

حالت سوز میں ہوں ، کہتے ہو گریہ نہ کروں لیکن
کیا جنبش زبان بھی نہ کروں دل کو سہلانے کے لیے

محمود جاوید، ۵ جنوری ۲۰۰٦